ہوئے ہیں۔ آخری حکمران اردوان پنجم کو اردشیر بابکان نے شکست دے کر اشکانی حکومت کا خاتمہ کیا۔ اور ۲۲۴ء میں ایک نئی ساسانی حکومت تاسیس ہوئی۔

انڈونیشیا

مصنفہ شاہد حسین رزاقی

جمہوریہ انڈونیشیا کا مکمل خاکہ جس میں تاریخی تسلسل کے ساتھ اس ملک کے حالات اور اہم واقعات قلمبند کیے گئے ہیں، اور دینی، سیاسی معاشی و ثقافتی تحریکوں، تعلیمی اداروں، سیاسی جماعتوں، قومی اتحاد و استحکام کی جدوجہد، نئے دور کے مسائل اور تعمیر و ترقی کے امکانات جیسے تمام اہم پہلوؤں پر اس انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے کہ انڈونیشیا کے ماضی و حال اور مستقبل کا نہایت واضح نقشہ نظروں کے سامنے آجاتا ہے۔

قیمت قسم اوّل ۹ روپے

قسم دوم ۷ روپے

مسلمانوں کے سیاسی افکار

مصنفہ رشید احمد

مختلف زمانوں اور مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے بارہ مسلمان مفکروں اور مدبّروں کے سیاسی نظریات پیش کیے گئے ہیں اور قرآنی نظریۂ مملکت کی بخوبی وضاحت کی گئی ہے جو ان مفکروں کے نظریوں کی اساس ہے۔

قیمت ۵٫۷۵ روپے

ملنے کا پتہ

سیکریٹری ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور

پروفیسر انور رومان
مترجم : پروفیسر انعام الحق کوثر

براہوئی زبان

براہوئی ہمارے ملک میں سب سے قدیم لسانی یادگار ہے، اور یہ امر کچھ نہ کچھ وضاحت طلب ہے کہ ہم اس کے بارے میں کم کیوں جانتے ہیں۔ جو لوگ براہوئی زبان بولتے ہیں وہ ایسے علاقہ میں مقیم ہیں جو پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے۔ جہاں وقت قدرے آہستہ گذرتا ہے۔ فطرت اس کے سادہ ماحول میں کارفرما نظر آتی ہے اور مقامی "دستور" پر زیادہ سختی سے عمل ہوتا ہے۔ جس کا نتیجہ زندگی میں ٹھہراؤ کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ مگر ان کے میر بھائی خاں گچکی نے ۵ دسمبر ۱۹۵۵ء کو دستور ساز اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے اسی صورت حال کا یوں جائزہ لیا تھا[1] "جس طرح پانی بہتی ہوئی ندی سے ہلکی دھار میں علیحدہ ہو کر ساکن ہو جائے اسی طرح ہم ملک کے دوسرے حصوں سے جدا ہو کر جامد ہو گئے ہیں۔ ہم پر عدم حرکت اور جمود طاری ہو گیا۔ جس کے نتیجہ میں ہم نے اپنی قوتوں کو چھوٹی چھوٹی جھڑپوں اور قبائلی جھگڑوں میں صرف کیا۔ جس سے ہم مزید بے شمار قبیلوں اور ان کے حصوں میں بٹ گئے، اور یوں ترقی کی منازل طے کرنے کی بجائے روبہ انحطاط ہو گئے۔"

براہوئی پسماندہ قوم تھی۔ اس لیے ان کی زبان کی حالت کے بارے میں بیان کرنے کی بجائے تصور کرنا ہی بہتر ہے۔ لیکن براہوئی ہمیشہ غیر متحرک اور ناقابلِ حرکت نہیں رہے۔ ان کی تاریخ میں ایسے لمحات بھی آئے جب وہ حرکت، عمل، اور عزت کی اہمیت سے آشنا ہوئے

۱۔ پاکستان ٹائمز، لاہور، ۶ دسمبر ۱۹۵۵ء

جو کہ بقا اور پیش رفت کے لیے ضروری ہیں۔ یہ عین ممکن ہے کہ آریوں کا حملہ (تقریباً ۱۵۰۰ ق۔م) اور مختلف اطراف سے آرین اور آرمین نما زبانوں کا تصادم وہ سب کچھ بہا کر لے گیا ہو جو ان کے ترقی پذیر زمانہ کی تخلیق ہو۔ اور یوں ان کی زبان اس قدر متاثر ہوئی کہ براھوئی اپنی قدیم روایات اور ادب کو محفوظ نہ رکھ سکے۔

فارسی الفاظ و محاورات کا تفوق خاص کر محبت کے معاملات میں اعلیٰ طبقوں اور سماجی موقعوں پر استعمال ہونے والے اور نیز چار سے اوپر براھوئی بنیادی اعداد کا غلبہ براھوئی زبان کی اس حد کو افشا کرتا ہے جو بیرونی اثر سے متاثر ہوئی۔ لیکن یہ حقیقت نظر سے اوجھل نہیں ہونی چاہیے کہ فارسی اثر سے پیشتر کی براھوئی زبان صرف اس معاشرہ کی ضرورت کو پورا کرتی ہوگی جو کہ ابھی تہذیب کے ابتدائی مراحل میں ہوگا۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے براھوئی زبان کے بارے میں بہت کم معلومات ہم پہنچی ہیں، اور اب تک منظم مطالعہ نہیں ہو سکا۔ لفٹیننٹ لیچ کو ۱۸۳۰ء میں کابل ایک سیاسی مشن پر بھیجا گیا۔ وہ اتفاقیہ انگریزی براھوئی تعلقات میں کشیدگی کا باعث بن گیا۔ جس کا نتیجہ ۱۸۳۹ء میں میر محراب خان دوم کی غمناک موت کی صورت میں ظاہر ہوا۔ یہی لیچ پہلا انسان ہے جس نے زبان کو سمجھنے کے لیے تگ و دو کی۔[۱]

براھوئی زبان انتہائی مشکلات کے باوجود دراوڑی ضمیر، استفہام، فعل اور اور ابتدائی اعداد کو محفوظ رکھنے میں کامیاب ہوئی۔ یہاں چند مثالیں پیش کی

۱۔ لیچ۔ لفٹیننٹ آر۔ "براھوئی، بلوچی اور پنجابی زبانوں کی گرامر کا ملخص" (لاہور ۱۹۰۰ء) بنگال ایشیاٹک سوسائٹی جرنل نمبر ۷۸ جون ۱۹۳۸ء میں یہ مضمون دوبارہ طبع ہوا۔
ڈینیز برے کی تصنیف "براھوئی زبان" اس موضوع پر ایک اور قابل قدر کام ہے۔

جاتی ہیں :

۱۔ ضمیر[1]

واحد	معنی	جمع	معنی
۱۔ ای	میں	نن	ہم
کنا	میرا	ننا	ہمارا
کنے	مجھے	ننے	ہمیں
کینیاں	مجھ سے	ننیاں	ہم سے
۲۔ نی	تو	نم	تم
نا	تیرا	نما	تمہارا
سنے	تجھے	نمے	تمھیں
نیاں	تجھ سے	نمیاں	تم سے
۳۔ دا	یہ	دافک	یہ (جمع)
دانا	اِس کا	دافتا	ان کے
دادے	اِس کو	دافتے	ان کو
داڑان	اِس سے	دافتیاں	ان سے
۴۔ اود	وہ	اوفک	وہ (زیادہ)
اونا	اُس کا	اوفتا	اُن کا
اودے	اُس کو	اوفتے	اُن کو
اوڑان	اُس سے	اوفتیان	اُن سے

۱۔ ایضاً ص ۳ تا ۹

معنی	جمع	معنی	واحد
وہ (زیادہ)	ایفک	وہ	۵۔ اے
اُن کا	ایفتا	اُس کا	اینا
اُن کو	ایفتے	اُس کو	ایدے
اُن سے	ایفتیان	اُس سے	ایڑان

		واحد
واحد ہی استعمال ہوتے ہیں	خود	۶۔ تینٹ
	اپنا	تینا
	اپنے سے	تینے
	خود سے	تینیان

معنی	جمع
اپنے آپ (زیادہ) کے درمیان	تین پتیاں

براھوئی زبان میں "نا" اور "آ" کے لاحقے گونڈ زبان کی طرح اسم ضمیر کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ لاحقہ "ای" کا استعمال ملیالم اور ٹامل زبانوں کے مصداق ہے۔

ب۔ استفہام

معنی	جمع	معنی	واحد
کون؟	دیر	کون؟	دیر
کس کے	دِنا	کس کا؟	دِنا
تو کون ہے؟	نی دیرس	کس کو؟	دیرے
تم کون ہو؟	نم دیرھرے	کس سے؟	دیران

ج ۔ فعل

فعل	معنی	فعل	معنی
ہنک	جانا	برک	آؤ
تولک	بیٹھنا	بش مرک	اُٹھو
خاچک	سونا	بش کبوتہ	جگاؤ
کننگ	کھانا	دیرکنک	پانی پیو

د ۔ ابتدائی اعداد

عدد	معنی	عدد	معنی
اسٹ	ایک	اِرٹ	دو
مُسٹ	تین	چہار	چار

ح ۔ متعلق فعل

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
داسا	اب	گڑُا	بعد، پھر
داڑے	یہاں	ایڈے	وہاں
مُر	پرے	ہراوسکان	جہاں تک کہ
مدانا	دیر	مُستی	نزدیک
بُرڑزا	اوپر	شیف	نیچے

فارسی الفاظ براہوئی اجزائے کلام میں نفوذ کر گئے ہیں۔ لیکن اکثر اُن کی صورت میں تبدیلی رونما ہوگئی ہے۔ یہ گوشوارہ وضاحت کرے گا

ا۔ فعل

فعل	جس سے اخذ کیا گیا	معنی
جنگ کرک	جنگ کردن	لڑنا جھگڑنا
خلاص کرک	خلاص کردن	ختم کرنا
منزل مس	منزل کردن	ٹھہرنا
گم کیس	گم کردن	ضائع کرنا، کھونا
زندہ مہ	زندہ ماندن	رہنا
شروع کرہ	شروع کردن	شروع کرنا

لیکن یہ صرف دو لفظوں والے افعال میں ہے کہ فارسی اثر ظاہر ہوتا ہے۔ ورنہ اکیلے لفظ والے افعال زیادہ تر دراوڑی ہیں۔

ب۔ متعلق فعل

براھوئی	فارسی	معنی
ھم	ھم	بھی
چہ وخت	چہ وقت	کب
اوّل	اول	پہلے
بغیر	بغیر	بغیر
اینو	امروز	آج
درو	دیروز	کل (گزرا ہوا)
نیم شف	نیم شب	آدھی رات

ج۔ عام ذخیرۂ الفاظ

براھوئی	فارسی	معنی
توفک	تفنگ	بندوق
اسپر	سپر	ڈھال
ریش	ریش	داڑھی
زائیفہ	ضعیفہ	عورت
خوش	خوش	خوش
گنجشک	کنجشک	چڑیا
دنتان	دندان	دانت
تناب	تناب	رسّی
آہن گر	آہن گر	لوہار
زرگر	زرگر	سُنار

د۔ معیاری حسن[۱]

	براھوئی اور فارسی	معنی
وہ (عورت) ہے	لعل	ہیرا
	ورنا (برنا)	جوان
	گل لالہ	لالے کا پھول
	گل سوسن	سوسن کا پھول
	خوش صورت (زیبا)	خوبصورت

۱۔ ایضاً، ص ۱۲، میئر۔ اے براھوئی ریڈنگ بک۔ پارٹ ون اینڈ ٹو۔

براھوئی اور فارسی	معنی
شوخ	شوخ
شرابی	شراب پینے والا
شکربار	خوش ادا
دلبر	دل کو موہ لینے والا
ماہتاب	چاند

اسی طرح براھوئی ہفتے کے دن، زیورات، دھاتیں اور اوزار وغیرہ صریحاً فارسی اثر کو افشا کرتے ہیں[1]۔

براھوئی میں فارسی الفاظ کی سرایت کے علاوہ براھوئی اور پنجابی زبانوں میں معمولی ردّ و بدل کے بعد مشترکہ الفاظ کی خاصی تعداد ملتی ہے۔ یہ یقیناً براھویوں کے جاٹوں کے ساتھ طویل تعلق کا نتیجہ ہے۔ جاٹ اب تک یہاں کی کاشت کاری کا سرمایۂ قوت ہیں۔ یہ گوشوارہ عام الفاظ کو ظاہر کرتا ہے[2]۔

براھوئی	پنجابی	معنی
خدمت	خدمت	خدمت
تُوت	تُوت	شہتوت
لیپ	لیف	رضائی
سیال	سیال	تعلق
کنڈے	کنڈا	کنارہ
کوٹی	کوٹھا	گھر

۱۔ لیچ: ص ۴، ۸۔

۲۔ یہ وہ الفاظ ہیں جو مجھے لیچ اور ببرٔ کی کتابوں کے مطالعہ کے دوران ہاتھ لگے۔

براھوئی	پنجابی	معنی
تراکان	ترکھان	بڑھئی
کوُہ (ڈُون)	کھوہ	کنواں
ڈگا	ڈھگا	بیل
مسیت	مسیت	مسجد
بانگ	بانگ	اذان
ڈاج	داج	جہیز
تَو	تَو	مونچھوں کا تَو (بل)
گوڈہ	گوڈہ	زانو
پڈ	ڈڈ	پیٹ
کوُڈ	خُڈ	سوراخ
ساہ	ساہ	سانس
شوکار	شکر	سیڑھی
مت	بُٹھ	بکری
بیری	بیڑی	کشتی
دارو	دارو	دوائی
مائی	مائی	بوڑھی عورت
چڑہ	چھڑا	کنوارا
لٹھ	لٹھ	بڑی چھڑی
سربند	سربند	انتظام
لوسن	لوسن	چارہ

"ک" کسی لفظ کے آخیر میں آئے تو وہ لفظ فعل بنتا ہے۔ مثلاً ہنک (جانا)، برک (آنا) پارک (بولنا)، جنگ کرک (لڑنا) وغیرہ ۔ک کا حرف ہمیشہ دراوڑی گرامر کے عین مطابق واحد کو جمع میں تبدیل کرتا ہے ۔ مثلاً

معنی	جمع	واحد
کشتی	بیرک	بیری
دوشیزہ	ورناک	ورنا
منہ	باک	با
گھر	اُراک	اُرا
دن	دیک	دے
دیکھنا	ہُرک	ہیر
نمک	بیک	بے
مہمان	مہمانک	مہمان
زلف	زلفاک	زلف

ترمیم اور اضافہ کی متعدد قسموں کے باوجود براہوئی زبان اپنی بنیادی سیرت کو کھو نہیں سکی۔ اس نے آزادانہ نئے الفاظ کو اپنی آغوش میں پناہ دی ۔ ان میں زیادہ ہیئت یا ماہیت یا دونوں کے لحاظ سے براہوئی سے اثر پذیر ہیں ۔ جہاں کہیں ایک لفظ کو قبول کیا جیسا کہ وہ تھا تو اس کے دائرۂ عمل اور معنی میں تبدیلی رونما ہو گئی۔ ایسا ہی ایک لفظ جوان (بمعنی جوانی سے سرشار) ہے۔ لیکن براہوئی اسے ان معنوں میں استعمال نہیں کرتے ۔ حالانکہ ان کی گفتگو کے پسندیدہ ترین الفاظ میں سے ہے ۔ اُن کے ہاں اس کا مطلب اچھا، بہت اچھا، شاندار، بڑھ کر، سب سے بلند، اور دوسری اعلیٰ ترین صفات کو رونما کرنے والا ہے۔ مثلاً بازجوان (بہت اچھا) جوان شخ یا مرد یا بندغ (اچھا آدمی) جوانو خانوادہ (اعلیٰ خاندان) جوانو پوشاک (نفیس لباس) جوانو زیور (قیمتی زیور) جوانو باغانہ (بیش قیمت

پانی)، جوانو ضعیفہ (خوبصورت عورت)، جوانو شہر (بھلا پھولا شہر)، جوانو تصویرہ (مصوری کا شاہکار)۔ اور تو اور باری تعالیٰ کو جوان اللہ (رحیم اور کریم خدا) پکارا جاتا ہے۔"[1]

یوں علاقائیت کا جذبہ جو کہ ہم نے اُن کے سماجی نظام میں مشاہدہ کیا ہے اُسی سے براھوئی زبان میں بھی دو چار ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک براھوئی اکثر اس انسان سے جو کہ براھوئی بولتا ہے قریب ہو جاتا ہے جیسا کہ اس کہاوت سے عیاں ہوتا ہے

"ای براھوئی بولی ارفیٹ داسہ براھوئی مُسٹ"[2]

(میں نے براھوئی زبان کو سیکھ لیا ہے اور اب میں براھوئی ہوں)

ہم اس مختصر لسانی مطالعہ کو بنیادی اعداد کے تقابلی مطالعہ کے بعد ختم کرتے ہیں۔[3]

براھوئی	اردو	فارسی	بلوچی	پشتو	پنجابی
اسٹ	ایک	یک	یک	یوہ	اک
ارٹ	دو	دو	دو	دوہ	دو
مُسٹ	تین	سہ	سے	درے	ترے، تن
چہار	چار	چہار	چہار	سلور	چار
پنچ	پانچ	پنج	پنچ	پنزہ	پنج
شش	چھ	شش	شش	شپژ	چھ
ہفت	سات	ہفت	ہفت	اوہ	ست
ہشت	آٹھ	ہشت	ہشت	اتھ	اٹھ

۱- میئر سے زیادہ تر ماخوذ ہے

۲- لیچ: ص ۱۲

۳- امروز، لاہور سنڈے ایڈیشن، ۱۷ نومبر ۵۷ء

براھوئی	اردو	فارسی	بلوچی	پشتو	پنجابی
نو	نو	نہ	نو	نہ	نو
دہ	دس	دہ	دہ	لس	دہ ۔ دس

براھوئی ادب

براھوئی ادب میں تحریر کردہ مواد عملی طور پر دستیاب نہیں ہوتا ۔ اگرچہ کافی تعداد میں لوک گیت اور رزمیہ نظمیں ملتی ہیں جو کہ پیشہ ور گویّے گاتے تھے ۔ لیکن وہ سب کی سب رقم کی ہوئی نہیں ہیں لہذا یہ روایتوں ، کہانیوں ، گیتوں اور نظموں کی صورت میں پایا جاتا ہے ۔ جو نسلاً بعد نسل منتقل ہوتی رہی ہیں ۔ اس صورت حال میں براھوئی قبل از اسلام عربوں سے بہت زیادہ مماثلت رکھتے ہیں ۔ جو کم لکھتے تھے لیکن جنھیں اپنی شاعری کا زیادہ حصہ ، اپنے بہادروں کے جری کارناموں اور خاندانی جھگڑوں کی کہانیاں ازبر ہوتی تھیں ۔ اب تبدیل شدہ حالات میں جب کہ غیر ملکی دباؤ کے مواقع رفتہ رفتہ دور ہو گئے ہیں ، یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ ان روایات کو قلمبند اور محفوظ کیا جائے ۔

لفٹیننٹ لیچ نے دو کہانیاں بیان کی ہیں جن کا مقابلہ دوسری زبانوں کی کسی بھی کہانی سے کیا جاسکتا ہے ۔ پہلی کہانی کا مفہوم یہ ہے[1] کہ چار آدمی ——— ترکھان ، درزی ، سنار اور فقیر ہم سفر ہیں ۔ وہ سفر کے دوران ایک ایسے مقام پر پہنچے جو کہ جنگلوں اور پہاڑوں سے گھرا ہوا تھا ۔ وہاں قیام پذیر ہوئے ۔ کھانا تناول کیا ۔ اپنے آپ کو آگ جلا کر گرم کیا اور باری باری پہرہ دینے کا فیصلہ کر کے تین میٹھی نیند کے مزے لینے لگے ۔ محنتی ترکھان رات کے انتہائی سکون سے متاثر ہوا ۔ اور اس نے اپنے خواب وخیال کی ایک ملکہ تراشی ۔ درزی نے اپنی باری میں اسے پوشاک پہنائی ۔ سنار نے اُسے زیورات سے آراستہ کیا ۔ سب سے آخر میں فقیر روح کے نفوذ کے لیے دعاگو ہوا ۔ اس طرح ایک

۱۔ لیچ : ص ۱۳ سے ۱۵

دوشیزہ جو حیرت انگیز حد تک خوبصورت تھی معرض وجود میں آئی ۔ اس پر چاروں قبضہ کرنے کے لیے جھگڑنے لگے ۔ تب انھوں نے ایک مسلمان راہگیر سے مداخلت کی درخواست کی۔ لیکن اس نے اپنا حق جتلایا۔ معاملہ کوتوال تک پہنچا ۔ اُس نے بھی اسے غصب کرنا چاہا۔ آخر کار مسئلہ بادشاہ کے گوش گزار کیا گیا ۔ جس نے ان کو قتل کروا دیا اور خود دوشیزہ کو اپنا لیا۔[۱]

دوسری کہانی مُلّا منصور کے گرد گھومتی ہے ۔ جو ایک یتیم تھا اور شہر کے قاضی کے ہاں ملازم تھا۔ قاضی اس کی سات سالہ وفادارانہ خدمت کے باوجود ایک معمولی سی خطا پر ناراض ہوا ۔ بیماری کی حالت میں اس کے کوڑے لگائے ۔ منصور بھاگ کھڑا ہوا ، اور وسیع دنیا میں مسافرت کے لیے نکلا۔ اسی اثنا میں وہ ایک بوڑھے چرواہے سے ملا ۔ جو اسے اپنے خیمہ میں لے گیا۔

منصور اور چرواہے کی اکلوتی بیٹی ایک دوسرے کی محبت میں گرفتار ہو گئے ۔ اور لڑکی کے فیصلہ کن ارادے کے باعث دونوں کی شادی ہو گئی ۔ دونوں منصور کے اصلی وطن کو لوٹ آئے جہاں اس کی بیوی کے حُسن کا چرچا ہوا ۔ بادشاہ ، وزیر ، وکیل اور قاضی اسے چاہنے لگے ۔ لیکن اس کی منصور کے ساتھ انتہائی محبت اور ذہانت نے اُن سب کی امیدوں پر پانی پھیر دیا ۔ . . . . جب اس کا بیٹا مکتب میں پڑھنے لگا تو قاضی جو ابھی تک اس کی محبت میں جل رہا تھا ایک دفعہ پھر ڈورے ڈالنے لگا۔ لیکن منصور کی بیوی نے قاضی کے راز کو اس حد تک افشا کر دیا کہ لوگ اور بادشاہ اسے بُرا سمجھنے لگے ۔ اور اُسے براہوئی سرزمین سے جلاوطن کر دیا گیا ۔[۲]

یہ دونوں کہانیاں مقصد کے اعتبار سے شاندار ہیں ۔ اور اچھی کہانی کی خوبیوں کو اپنے دامن

---

۱ ۔ اس کہانی کا اردو ترجمہ اس مقالہ کے مصنف نے پیش کیا جو امروز ' لاہور کے رسالہ نمبر (۵۸ ۱۹ء) میں شایع ہوا ۔

۲ ۔ لیچ : ص ۱۵ تا ۱۹ ۔ اس کا آزاد ترجمہ اسی مقالہ نگار نے پیش کیا جو امروز آزادی نمبر ۱۹۵۸ء کے صفحات کی زینت بنا ۔

میں سمٹے ہوئے ہیں۔ پہلی کہانی بالواسطہ براھویوں کی جمہوری نظام حکومت سے انتہائی انسیت کو اجاگر کرتی ہے تاکہ اس نظام کے تحت انسان آزادی کا سانس لے سکیں، زندگی بسر کرسکیں اور تعمیر و تخلیق میں آزادانہ شرکت کرسکیں۔ یہ کہانی بلاواسطہ ملوکانہ نظام پر جو اکثر انسانی ترقی کی راہ میں حائل ہوا ہے ایک زبردست چوٹ ہے۔ یہ کہانی مختصر لیکن پُرزور انداز میں بیان کرتی ہے کہ ملوکانہ نظام میں عام انسان آزادی کے خواب بھی بُن نہیں سکتا۔ یہ اس بات کو بھی افشا کرتی ہے کہ عورت اس دنیا میں سب سے زیادہ مظلوم ہے۔ بہرحال کہانی کا لب لباب پُروقار اور رفیع الشان ہے۔ اور ہمیں فخر کرنا چاہیے کہ ایسی عمدہ کہانی کے مالک براھوئی ہیں۔ جو کہنے کو پسماندہ لوگ ہیں۔

دوسری کہانی پہلی کے مقابلہ میں مختلف ہے۔ یہاں بھی بادشاہ موجود ہے۔ لیکن اس مرتبہ وہ مات کھائے ہوئے ہے۔ اسی طرح کہنے کو ریاست کے ستون —— وزیر بادشاہ کا نائب اور مجسٹریٹ ہیں۔ ماسوائے ایک کے سب ایک ہی حادثہ کے بعد سمجھدار ہو گئے ہیں۔ لیکن عشرت پسند قاضی اپنی کمزوری پر جان دیتا ہے، جسے پاکیزگی اور عفت کا مظہر ہونا چاہیے تھا۔

پہلی کہانی میں عورت بے زبان مخلوق کی حیثیت سے ہمہ وقت زبان بند اور ششدر کھڑی ہے حتیٰ کہ اس پر غاصبانہ قبضہ ہو جاتا ہے۔ دوسری کہانی میں تصویر کا دوسرا رُخ پیش کیا گیا ہے۔ یہاں عورت سارے مفہوم پر غالب ہے۔ وہ سب سے زیادہ مظلوم ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر وہ اپنے چناؤ میں آزاد رہنے کا ارادہ کر لے تو کوئی بھی اسے باز نہیں رکھ سکتا۔ اور فریب کاری سے کام نہیں لے سکتا۔ یہ عورت کی پاک دامنی کی انتہائی حد کو اجاگر کرتی ہے۔ اور اُن انتہائی خطرات کو بھی جو اُسے اس سلسلہ میں بروئے کار لانے پڑتے ہیں۔ یہ کہانیاں براھوئی لوگوں کی واضح احتمالی توانائی کا ثبوت، تخلیقی قوت اور راسخ سیرت کی آئینہ دار ہیں۔

ریورنڈ ٹی۔ جے۔ ایل میئر ایک گرم جوش مبلّغ تھا جو کہ انگریزوں کے قابض ہونے کے بعد اس خطّہ میں آدھمکا۔ اُن کا خیال تھا کہ وہ براھویوں کو آسانی سے اپنے مذہب کی طرف مائل کرنے میں کامیاب ہوں گے۔ عیسائی مبلّغوں نے زیادہ سمجھدار مسلمان صوفیوں کی طرح عام

لوگوں سے میل جول بڑھایا۔ اُن کی زبان بولنی شروع کی۔ ان کا کھانا کھاتے۔ ان کے بزرگوں کا احترام کرتے۔ ان کی رسوم کو اپناتے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ علاقائی تہذیب میں کھو گئے ہیں۔ اُن کی موجودگی انگریزی راج سے متعلق ناخوش گوار رویہ کو بدلنے میں معاون ثابت ہوئی۔ ویسے وہ غریب اور بدّو براھویوں کو اپنے مذہب کی جانب مائل نہ کرسکے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ براھوئی اپنی میراث سے کس قدر گہرا لگاؤ رکھتے ہیں۔ بہرحال یہ حقیقت کہ وہ عام لوگوں سے میل جول رکھتے تھے۔ اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ وہ مقامی تہذیب سے کس قدر قریب تھے اور اس کی تصویر کشی کرسکتے تھے۔ میئر نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے "یہ کتاب معذرت چاہتی ہے کہ یہ خوبیوں سے عاری ہے۔ اور یہ صرف اس امید کے بل بوتے پر پیش کی جارہی ہے کہ شاید ان لوگوں کی کوئی خدمت انجام دے سکے جو اس زبان کو سیکھنے کے خواہاں ہوں ــــــ پہلے پہل مجھے شبہ ہوا کہ آیا اِدھر اُدھر کے تنکوں کے ڈھیر میں سے مجھے انتخاب کرنا چاہیے یا نہیں۔ لیکن دوسری بار غور و خوض کے بعد یہ بہتر نظر آیا کہ ان کی عام گفتگو کے طریقہ کو پیش کیا جائے۔ جو ان کے خیالات کے وسائل کو ظاہر کرتے ہیں۔"

براھوئی کہانیاں مشاہدے کا ایک ایسا وسیع میدان پیش کرتی ہیں جہاں کہ ہم بادشاہوں اور فقیروں، چوروں اور شریفوں، شہزادوں اور گنواروں، دستکاریوں اور کسانوں، سپاہیوں اور کام کرنے والے انسانوں کو ملاحظہ کرسکتے ہیں۔ کیسے بچے اپنے پیارے باپ کی موت کا سوگ مناتے ہیں؟ کیسے ایک بے بس براھوئی اپنے مہمان کو فراخی سے مدعو کرتا ہے؟ وہ کیسے جادو اور سحر سے خوف زدہ ہوتے ہیں؟ وہ کیسے اپنے باغوں اور باغیچوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں؟ کیسے ایک کسان سابقہ صدیوں کے کسانوں کی طرح اپنی زندگی امید و بیم کی کش مکش میں گزارتا ہے؟ کیسے شادی کی رسم کو ادا کیا جاتا ہے؟ کیسے ایک ظالم ان کے مرجھائے جسموں میں سے خون کا آخری قطرہ نچوڑتا ہے؟

یہ سب کچھ اور بہت سی چیزیں ان کی کہانیوں کا تانا بانا بنتی ہیں۔ اور اس طرح وہ برا ہوئی زندگی کی بہ صحیح عکاسی کرتی ہیں۔

مجموعی طور پر اُن کی کہانیاں ایک خاص کردار کا خاکہ کھینچتی ہیں۔ یا خاص ماحول تخلیق کرتی ہیں۔ یا خاص واقعہ پر زور دیتی ہیں۔ مثلاً چار ہم سفر مزدوروں کی کہانی میں سنگ دلی، دہشت اور المیہ کا ماحول تخلیق کیا گیا ہے۔ مُلّا منصور کی کہانی میں عورت اپنی ذہانت کے باعث چھائی ہوئی ہے۔ "بہادر خاں کی سرگذشت" ایک کسان کی میلو ڈرامائی (جس میں واقعات شورش انگیز اور انجام خوش گوار ہو) زندگی اور مُلّا کی نفسیات پر خاصی روشنی ڈالتی ہے۔ مُلّا فطرتاً بزدل ہے لیکن بے لوچ سرکشی کا مالک ہے۔ جو مخلصانہ درخواست، لگاتار استدعا، سخت احتجاج اور جسمانی زدوکوب سے بھی اعتدال پر نہیں لایا جا سکتا۔ "بادشاہ اور چوروں" کی کہانی میں بنیا (جو بقّال مشہور ہے) کی سیرت کا تجزیہ ضعیف الارادہ انسان کی حیثیت سے کیا گیا ہے۔ وہ اعلیٰ اقدار کی سمجھ نہیں رکھتا اور روپے کو ہی زندگی کا حاصل سمجھتا ہے۔ یوں براھوئی اختراعی قابلیت کی رسائی ایک ہی تناسب سے انفرادی اور مختلف قسم کے کرداروں سے ہوتی ہے۔

لیکن محض زندگی کی ہو بہو عکاسی یا کردار کی نقشہ کشی ایک کہانی کی ساخت کو مکمل نہیں کر سکتی۔ کوئی معاشرہ انفرادی انسانوں کی طرح خواب، مطمح نظر اور مدبرانہ بصیرت کے بغیر پنپ نہیں سکتا۔ زندگی عزیز اور ایک سی ہو سکتی ہے۔ لیکن کوئی بھی اس یکسانیت کو پسند نہیں کرتا۔ اور تنہائی کے لمحات میں ہر ایک دل میں کسک — امید کی جھلک اور زندگی کی چنگاری جیسا کہ اسے ہونا چاہیے ابھرتی ہے۔ جیسا کہ سائنس کے سامنے سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا اور یہ ہے کہ کیسے توانائی قوت اور جوہری شعاعوں کو قابو میں لا کر انسانی فلاح و بہبود کے لیے بروئے کار لایا جائے؟ اسی طرح ادب کا سب سے اہم معاملہ اور سب سے مخلصانہ دعا یہی ہے کہ اس ابدی خلش پر غلبہ پایا جائے۔ اور ایک بہتر

اور پاکیزہ زندگی کے بعد انسانی دل و دماغ کی یہ مستقل تڑپ اس کی عکاسی کرے اور معاشرے کے مسائل کے حل کے مطابق ردّو بدل کرے۔ دوسرے الفاظ میں ادب کے سماجی نصب العین کو شہرت دینی چاہیے۔ اگر ایسا نہیں ہوتا یا نہیں کیا جا سکتا تو اسے ضرور فلسفے سے بدل دینا چاہیے۔ اس نکتۂ نظر سے براہوئی کہانیاں حقیقت اور مقصد کا حسین امتزاج ہیں جو لیچ نے جو دو کہانیاں دی ہیں۔ وہ براہوئی سماجی نصب العین کی بہترین مثال ہیں۔ دراصل براہوئی انتہائی غربت کی زندگی بسر کرتے اور معاشی منابع کے لیے تگ و دو کرتے رہے ہیں۔ لیکن ان کی کہانیاں ان سب حالات کی تصویر کشی کے باوجود نصب العین کی چنگاریوں کو پیش کرتی ہیں۔ یہ اعلیٰ زندگی کے روحانی تجربے کی ایک حقیقت ہے۔ جغرافیائی محل وقوع نے اُن کی تہذیب کو پارہ پارہ ہونے سے بچایا۔ علاوہ ازیں یہ ماورائی تجربہ ہی ہے جو براہوئیوں کو اس قابل بنائے گا کہ وہ پاکستان کی سماجی ساخت میں اپنا حق ادا کریں۔ یہی نہیں بلکہ ان کی عمیق علاقائیت جو کبھی طاقت کا سبب تھی اور اب مردہ ہو چکی ہے اُسے حُبِ وطن، کی بلندیوں تک ابھار سکے گا۔

شاعری

براہوئی شاعری حقیقی اور مادی محبت کی آئینہ دار ہے۔ غزلیں سادگی اور خواہشات کے واضح اظہار کا مجموعہ ہیں۔ وہ نہ زیادہ مرصع اور نہ ہی خیال آفرینی میں الجھی ہوئی ہیں۔ کئی زاویوں سے براہوئی شاعری لازمی طور پر دیہاتی زندگی کی عکاس ہے۔ ہم لیچ اور میئر کی کتابوں سے چند نمونے پیش کرتے ہیں

(۱)

براہوئی	اردو
اے اُزبیو ننے دیر ایتے	اے زیبو۔ مجھے تھوڑا سا پانی دیجیے

جسے مسحور کن انداز میں ادا کیا ہے۔ پانی کے لیے یہ استدعا نہایت احسن طریق سے پیش کی گئی ہے جو اس خطہ میں کمیاب ہے۔

دوسری محبوب کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ تھوڑی دیر کے لیے رُک جائے تاکہ عاشق اس کی محبت سے لطف اندوز ہو سکے۔

تیسری خواہشات کی ایک لڑی ہے جو ایک چہیتی بیوی نے اپنے خاوند کی روانگی کے وقت پروئی ہے۔

تاریخ تصوّف

مصنفہ بشیر احمد ڈار ایم۔ اے

تصوف انسان کے چند فطری تقاضوں کی تسکین کا باعث ہے اور کئی بلند پایہ مفکرین نے انسانوں کے اس تہذیبی ورثہ میں عظیم الشان اضافہ کیا ہے۔ اس کتاب میں اسلام سے پہلے کے حکماء کے افکار و نظریات پر مفصل بحث کی گئی ہے۔

قیمت ۴/۲۵ روپے

اسلام اور تعمیرِ شخصیت

مصنفہ عبدالرشید

اس کتاب میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ انسانی شخصیت کی تکمیل انسانیت کا ایک اہم مقصد ہے۔ قرآن پاک نے تعمیر شخصیت کے لوازم بہت عام فہم انداز میں بیان کر دیے ہیں، اور رسول مقبولؐ کا مقرر کردہ ضابطۂ حیات اس کے حصول کا نہایت موثر ذریعہ ہے۔

قیمت ۴/۵۰ روپے

ملنے کا پتہ

سیکریٹری ادارۂ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور

اُردو مطبوعات ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ

ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم

حکمتِ رومی:- مولانا جلال الدین رومی کے افکار و نظریات کی حکیمانہ تشریح جس میں ماہیتِ نفسِ انسانی، عشق و عقل، وحی و الہام، وحدتِ وجود، احترامِ آدم صورت و معنی، عالمِ اسباب اور جبر و قدر کے بارے میں رومی کے خیالات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ قیمت ۵۰ر۳ روپے

تشبیہاتِ رومی:- یہ خلیفہ صاحب کی آخری کتاب ہے اس میں انہوں نے بہت تفصیل کے ساتھ بتایا ہے کہ رومی سا نباضِ فطرت دلکش تشبیہوں سے کام لیکر فلسفۂ حیات اور کائنات کے اسرار کس آسانی سے حل کر دیتا ہے۔ قیمت — ۸ روپے

اسلام کا نظریۂ حیات:- یہ خلیفہ صاحب کی انگریزی کتاب "اسلامک آئیڈیالوجی" کا ترجمہ ہے جس میں اسلام کے اساسی اصول و عقائد کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسلامی نظریۂ حیات کی تشریح جدید انداز میں کی گئی ہے قیمت ۸ روپے

مولانا محمد حنیف ندوی

مسئلہ اجتہاد:- قرآن، سنت، اجماع، تعامل اور قیاس کی فقہی قدر و قیمت اور ان کے حدود پر ایک نظر قیمت ۳ روپے

افکارِ غزالی:- امام غزالی کے شاہکار "احیاء العلوم" کی تلخیص اور ان کے افکار پر سیر حاصل تبصرہ۔ قیمت ۵۰ر۸ روپے

سرگذشتِ غزالی:- امام غزالی کی "المنقذ" کا اردو ترجمہ۔ امام غزالی نے اس میں اپنے فکری و نظری انقلاب کی نہایت دلچسپ داستان بیان کی ہے قیمت ۳ روپے

تعلیماتِ غزالی:- امام غزالی نے اپنی بینظیر تصنیف "احیاء" میں یہ واضح کیا ہے کہ اسلام و شریعت نے انسانی زندگی کے لیے جو لائحہ عمل پیش کیا ہے اس کی تہ میں کیا فلسفہ کارفرما ہے یہ کتاب انہی مطالب کی آزاد اور توضیحی تلخیص ہے اور اس کے مقدمہ میں تصوف کے رموز و نکات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ قیمت ۱۰ روپے

افکارِ ابنِ خلدون:- عمرانیات اور فلسفۂ تاریخ کے امام اول ابن خلدون کے تنقیدی، عمرانی اور دینی و علمی خیالات و افکار کا ایک تجزیہ۔ قیمت ۲۵ر۴ روپے

مولانا محمد جعفر پھلواروی

الدین یسر:- دین کو ہماری تنگ نظری نے ایک مصیبت بنا دیا ہے ورنہ حضور اکرمؐ کے فرمان کے مطابق دین آسان سی چیز ہے۔ اسی بحث پر یہ کتاب لکھی گئی ہے قیمت ۶ روپے

مقامِ سنت:- وحی کیا چیز ہے؟ اس کی کتنی قسمیں ہیں؟ حدیث کا کیا مقام ہے؟ اتباعِ حدیث کا ضروری ہے

یا سنت کا؟ مسائلِ حدیث میں کہاں تک ردّ و بدل ہو سکتا ہے؟ اطاعتِ رسول کا کیا مطلب ہے؟ اس کتاب میں ان تمام مسائل پر بحث کی گئی ہے قیمت ۵۰ر۱ روپیے

بیاض السنۃ:۔ ان احادیث کا انتخاب ہے جو بلند حکمتوں، اعلیٰ اخلاقیات اور زندگی کو آگے بڑھانے والی تعلیمات پر مشتمل ہیں۔ قیمت ۱۰ روپے

گلستانِ حدیث:۔ یہ ان چالیس مضامین کی شرح ہے جو زندگی کے بلند اقدار سے تعلق رکھتی ہیں اور قرآنی احکام کی تشریح ہیں۔ قیمت ۔ ۴ روپے

پیغمبرِ انسانیت:۔ سیرتِ رسولؐ پر یہ کتاب ایک بالکل نئے نقطۂ نظر سے لکھی گئی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ زندگی کے نازک سے نازک مراحل پر آنحضورؐ نے انسانیت اور اعلیٰ قدروں کی کس قدر محافظت فرمائی ہے۔ قیمت ۔ ۱۰ روپے

اسلام اور موسیقی:۔ اس کتاب کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ اسلام موسیقی کے متعلق کیا کہتا ہے اور مسلمان اہلِ دل کا نظریہ اور رویہ اس کی نسبت کیا رہا ہے قیمت ۷۵، ۲ روپے

ازدواجی زندگی کے لیے قانونی تجاویز:۔ نکاح، جہیز، طلاق، تعددِ ازدواج، خلع، مہر، ترکہ غرضیکہ ازدواجی زندگی سے تعلق رکھنے والے تمام ضروری مسائل کے متعلق قانونی تجاویز جو اصل اسلام، عدل اور حکمتِ عملی پر مبنی ہیں۔ قیمت ۔ ۲۵ر۱ روپے

مسئلۂ تعددِ ازدواج:۔ تعددِ ازدواج جیسے اہم اور پیچیدہ معاشرتی مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر کتاب و سنت کی روشنی میں بحث کی گئی ہے۔ قیمت ۷۵ر۱ روپے

تحدیدِ نسل:۔ پاکستان کی آبادی میں ہر سال دس لاکھ نفوس کا اضافہ ہو رہا ہے اور وسائلِ زندگی اور انسانی آبادی میں توازن رکھنے کے لیے تحدیدِ نسل ضروری ہے اس کتاب میں دینی اور عقلی شواہد سے اس مسئلہ پر گفتگو کی گئی ہے۔ قیمت ۷۵ پیسے۔

اجتہادی مسائل:۔ شریعت نام ہے قانون کا جو ہر دور میں نیا روپ دھارتا ہے اور دین اس کی وہ روح ہے جو کبھی نہیں بدلتی۔ ہر دور کے لیے اجتہاد اور بصیرت کی ضرورت ہے جس میں بہت سے مسائل کا از سرِ نو جائزہ لینا ضروری ہوتا ہے اس کتاب میں ایسے متعدد مسائل سے بحث کی گئی ہے۔ قیمت ۰۰ر۴ روپے

زیرِ دستوں کی آقائی: مصر کے مشہور مفکر و ادیب طٰہٰ حسین کی معرکۃ الآرا کتاب "الوعد الحق" کا شگفتہ ترجمہ قیمت ۵۰ر۳ روپے

الفخری:۔ یہ ساتویں صدی ہجری کے نامور مؤرخ ابن طقطقی کی تاریخ کا ترجمہ ہے۔ اس کتاب کا شمار معتبر مآخذ میں ہے۔ بے لاگ تبصرے اور تنقید کی بنا پر اس کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے قیمت ۲۵ر۵ روپے

بشیر احمد ڈار ایم۔ اے

حکمائے قدیم کا فلسفۂ اخلاق:۔ عصری تقاضوں کی روشنی میں حقایق تک پہنچنے کے لیے قدیم حکمار کی کاوشوں کا مطالعہ تاریخی حیثیت سے بہت اہم ہے اور اس کتاب میں اسلام سے قبل کے حکمار کا تقابلی مطالعہ اسی نقطۂ نگاہ سے پیش کیا گیا ہے۔ قیمت ۶ روپے۔

تاریخ تصوّف:۔ تصوّف انسان کے چند فطری تقاضوں کی تسکین کا باعث ہے اور کئی بلند پایہ مفکرین نے صوفیوں کے اس تہذیبی ورثہ میں عظیم الشان اضافہ کیا ہے اس کتاب میں اسلام سے پہلے کے حکمار کے افکار و نظریات پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ قیمت ۲۵ر۴ روپے

مولانا رئیس احمد جعفری

اسلام اور رواداری:۔ قرآن کریم اور حدیث نبوی کی روشنی میں بتایا گیا ہے کہ اسلام نے غیر مسلموں کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا ہے اور انسانیت کے بنیادی حقوق ان کے لیے کس طرح اعتقاداً اور عملاً محفوظ کیے ہیں قیمت حصہ اول ۲۵ر۷ روپے، حصہ دوم ۵۰ر۷ روپے

سیاستِ شرعیہ:۔ اسلام نے آج سے چودہ سو برس پہلے ایک دستورِ حیات پیش کیا تھا۔ جو منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ سیاستِ شرعیہ میں قرآن، حدیث، آثار اور روایاتِ صحیحہ کی روشنی میں اس کی تشریح کی گئی ہے۔ قیمت ۵ روپے

اسلام میں عدل و احسان:۔ قرآن پاک اور احادیثِ نبوی سے عدل و احسان کے بارے میں کیا معلوم ہوتا ہے۔ فقہار نے اس کو کیا اہمیت دی ہے مختلف زمانوں میں مسلمانوں نے ان کو کہاں تک اپنایا ہے ان تمام مباحث پر روشنی ڈالی گئی ہے قیمت ۵۰ر۶ روپے

شاہد حسین رزاقی ایم۔ اے

تاریخ جمہوریت:۔ قبائلی معاشروں اور یونانِ قدیم سے لیکر عہدِ انقلاب اور دورِ حاضرہ تک جمہوریت کی مکمل تاریخ جس میں جمہوریت کی نوعیت وارتقار، مطلق العنانی اور جمہوریت کی طویل کشمکش مختلف زمانوں کے جمہوری نظامات اور اسلامی و مغربی افکار کو واضح کیا گیا ہے۔ یہ کتاب پنجاب یونیورسٹی کے بی اے آنرس کے نصاب میں داخل ہے۔ قیمت ۸ روپے

انڈونیشیا:۔ جمہوریۂ انڈونیشیا کا مکمل خاکہ جس میں تاریخی تسلسل کے ساتھ اس ملک کے حالات اور اہم واقعات قلمبند کیے گئے ہیں۔ اور دینی، سیاسی، معاشی وثقافتی تحریکوں۔ قومی اتحاد و استحکام کی جدوجہد۔ نئے دور کے مسائل اور تعمیر و ترقی کے امکانات جیسے تمام اہم پہلوؤں پر اس انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے کہ انڈونیشیا کے ماضی وحال اور مستقبل کا نہایت واضح نقشہ نظروں کے سامنے آجاتا ہے قیمت قسم اول ۱۰ روپے قسم دوم ۷ روپے

سرسید اور اصلاحِ معاشرہ:- اس کتاب میں بڑی خوبی اور وضاحت سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ سرسید کے زمانے میں معاشرہ کی حالت کیا تھی اور انہوں نے اپنی زوال پذیر قوم کی ہر جہتی اصلاح و ترقی کے لیے کیا کوششیں کیں۔ یہ کوششیں کس طرح ایک ملک گیر اصلاحی تحریک بن گئیں مستقبل پر ان کا کیا اثر پڑا۔ اور معاشری اصلاح کے لیے سرسید کا منصوبہ کہاں تک کامیاب ہوا۔ ۴ روپے

اسلام کی بنیادی حقیقتیں:- اراکینِ ادارہ

اس کتاب میں ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ کے چند رفقاء نے اسلام کی بنیادی حقیقتوں پر بحث کی ہے قیمت ۲ روپے

محمد مظہر الدین صدیقی (سابق رفیقِ ادارہ)

اسلام اور مذاہبِ عالم:- مذاہبِ عالم اور اسلام کا تقابلی مطالعہ کر کے یہ وضاحت کی گئی ہے کہ اسلام انسان کے مذہبی ارتقاء کی فیصلہ کن منزل ہے۔ قیمت ۴٫۵۰ روپے

اسلام میں حیثیتِ نسواں:- مساواتِ جنس، ازدواجی زندگی، طلاق، پردہ اور تعددِ ازدواج جیسے مسائل پر اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بحث کی گئی ہے قیمت ۱٫۷۵ روپے

اسلام کا نظریۂ اخلاق:- قرآن اور احادیث کی روشنی میں اخلاقی تصورات اور ان کے نفسیاتی اور عملی پہلوؤں کی تشریح۔ قیمت ۲ روپے

اسلام کا نظریۂ تاریخ:- اس کتاب میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن کے پیش کردہ اصولِ تاریخ صرف گذشتہ اقوام کے لیے ہی نہیں بلکہ موجودہ قوموں کے لیے بھی بصیرت افروز ہیں۔ قیمت ۳٫۵۰ روپے

اسلام کا معاشی نظریہ:- عہدِ جدید کے معاشی مسائل پر اسلام کے ان بنیادی اور دائمی اصولوں کا اطلاق کرنے کی ایک کامیاب کوشش۔ جن پر عہدِ رسالت کے تفصیلی اور فروعی احکام مبنی تھے۔ قیمت ۱٫۲۵ روپے

دینِ فطرت:- اسلام کو دینِ فطرت کہا جاتا ہے دینِ فطرت سے کیا مراد ہے؟ اس کا جواب قرآنی تعلیمات کی روشنی میں دیا گیا ہے۔ قیمت ۱٫۷۵ روپے

عقاید و اعمال:- عقیدہ کی اہمیت اور نوعیت کی بحث کے علاوہ اسلام اور دیگر توحیدی مذاہب کے عقاید کا بھی مقابلہ کیا گیا ہے۔ قیمت ۱ روپیہ

مقامِ انسانیت:- مخالفینِ اسلام کے اس اعتراض کا رد کہ اسلام نے خدا کو ایک ماورائی ہستی قرار دے کر انسانیت کی پوزیشن گرا دی اور اسے قادرِ مطلق مان کر انسان کو مجبور و بے بس اور بے اختیار کر دیا قیمت ۱٫۲۵ روپے

خواجہ عباداللہ اختر (سابق رفیقِ ادارہ)

مشاہیرِ اسلام:- تاریخ اسلام کے چند مشاہیر کے حالات و سوانح مورخانہ کاوش سے بیان کیے گئے ہیں۔

قیمت ۶ روپے

مذاہبِ اسلامیہ:۔ مسلمانوں کے مختلف مذاہب اور فرقوں کا تفصیلی بیان، ان کے بانیوں کا ذکر اور تفرقہ کے اسباب پر بحث ۔ قیمت:۔ ۶ روپے

بیدل:۔ مرزا عبد القادر بیدل کی بلند پایہ شخصیت اور ان کے کلام کی ایک جھلک پیش کی گئی ہے قیمت ۷٫۵۰ روپے

اصول فقہ اسلامی:۔ قیمت ۳ روپے

اسلام اور حقوقِ انسانی:۔ قیمت ۱٫۵۰ روپے۔

اسلام میں حریت، مساوات اور اخوت:۔ ۱٫۲۵ روپے

ڈاکٹر محمد رفیع الدین (سابق رفیقِ ادارہ)

قرآن اور علمِ جدید:۔ اس کتاب میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ علومِ جدیدہ اور قرآن کے درمیان کیا رشتہ ہے اور وہ ہمارے روزمرہ کے مسائل و مشکلات کو کس طرح حل کرتا ہے۔ قیمت ۶٫۵۰ روپے

اسلام کا نظریۂ تعلیم:۔ اسلام کی نظر میں علم کی کیا اہمیت ہے اور تعلیم کے متعلق اس کا کیا نظریہ ہے۔ اس کی وضاحت۔ قیمت ۱٫۲۵ روپے

دیگر تصانیف

تہذیب و تمدنِ اسلامی:۔ رشید اختر ندوی

انسانی تہذیب و تمدن کی ترقی میں اسلام نے نہایت اہم حصہ لیا ہے اور یہ کتاب اسلامی تہذیب کے عروج و ارتقاء کی ایک جامع تاریخ ہے۔ قیمت حصہ اول ۶ روپے حصہ دوم ۷٫۵۰ روپے، حصہ سوم ۷ روپے

مسلم ثقافت ہندوستان میں:۔ عبد المجید سالک

اس کتاب میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ مسلمانوں نے برعظیم پاک و ہند کو گذشتہ ایک ہزار سال کی مدت میں کن برکات سے آشنا کیا۔ اور اس قدیم ملک کی تہذیب و ثقافت پر کتنا وسیع اور گہرا اثر ڈالا۔ قیمت ۱۲ روپے۔

مآثرِ لاہور:۔ ــــ سید ہاشمی فرید آبادی

یہ کتاب دو حصوں میں منقسم ہے۔ "اربابِ سیف و سیاست" میں قدیم لاہور کے والیوں کا تذکرہ ہے۔ اور دوسرا حصہ "صاحبانِ علم و قلم" لاہور کے مشائخ، علماء، مصنفین و شعراء سے متعلق ہے۔ ۶٫۵۰ روپے

مسلمانوں کے سیاسی افکار:۔ ــــ رشید احمد

مختلف زمانوں اور مختلف مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے بارہ مسلمان مفکروں اور مدبّروں کے سیاسی نظریات پیش کیے گئے ہیں اور قرآنی نظریۂ مملکت کی بخوبی وضاحت کی گئی ہے جو ان مفکروں کے نظریوں کی اساس ہے۔

قیمت ۵٫۷۵ روپے

اقبال کا نظریۂ اخلاق:۔ ــــ سعید احمد رفیق

اقبال کے فلسفۂ حیات میں انفرادی و اجتماعی اخلاق اور اخلاقی اقدار کی جو اہمیت ہے اس کتاب میں اس کے مختلف پہلوؤں کو واضح کیا گیا ہے قیمت مجلد ۴ روپے